محمد وسیم اختر مفتی

عمر فاروق رضی اللہ عنہ

[''سیر وسوانح'' کے زیر عنوان شائع ہونے والے مضامین ان کے فاضل مصنفین کی اپنی تحقیق پر مبنی ہوتے ہیں، ان سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net

سیرت و عہد

مغرور شاہ روم ہرقل اپنے دار الحکومت سے دور جنگ سے نچنت ہو کر اطمینان کا ایک سال گزار چکا تھا۔ عراق و شام اور دجلہ و فرات کے بیچ واقع الجزیرہ (Mesopotamia) اس وقت تک فتح نہ ہوا تھا۔ یہاں کے عیسائیوں نے اس سے خط کتابت کی کہ اگر وہ سمندر کی جانب سے مسلمانوں پر حملہ آور ہو تو وہ زمینی راستوں سے اس کی مدد کرنے کے لیے تیار ہیں۔ اب تک ہونے والی زمینی لڑائیوں میں روم کا بحری بیڑا مکمل طور پر محفوظ رہا تھا، ہرقل کو معلوم تھا کہ مسلمان سمندر سے گھبراتے ہیں، وہ یہ بھی سمجھتا تھا کہ شام کی سرحدیں ابھی بھی عیسائیوں کے لیے محفوظ ہیں۔ دوسری طرف شمالی شام میں عرب عیسائی اسلامی چھاؤنیوں میں بدامنی پھیلا کر مسلمانوں کو پریشان کر سکتے ہیں۔ ان امکانات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس نے ۱۷ھ میں اپنے جنگی بیڑے کو فوج اور اسلحے سے لیس کر کے اسکندریہ سے انطاکیہ کو روانہ کر دیا۔ دوسری جانب الجزیرہ کے قبائل کا لشکر حمص کو چل پڑا۔ امیر افواج اسلامی ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے یہ اطلاعات سنیں تو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مشاورت کے لیے قنسرین سے طلب کر لیا۔ دونوں نے

شام کے شمالی شہر حمص (امیسا) میں فوجیں مجتمع کر کے دشمن کا مقابلہ کرنے پر اتفاق کیا۔ ہرقل کے بحری جہاز انطاکیہ پہنچے تو وہاں کے شہریوں نے اپنے دروازے کھول کر آنے والی فوج کا استقبال کیا۔ اب ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ حمص میں محصور ہو گئے تھے، انھیں صحرا اور سمندر، دونوں جانب سے آنے والے لشکروں نے گھیر لیا تھا۔ انھوں نے امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مشورہ طلب کیا، وہاں پر موجود تمام کمانڈر قلعہ بند ہو کر دار الخلافہ سے کمک کی آمد کا انتظار کرنے کے حق میں تھے۔ اکیلے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ دشمن کا مقابلہ کرنے کا مشورہ دے رہے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ قعقاع بن عمر کی سرکردگی میں ایک لشکر فوراً ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی مدد کے لیے بھیج دیا جائے، چنانچہ وہ ۴ ہزار تجربہ کار فوجیوں کو لے کر کوفہ سے حمص روانہ ہو گئے۔ خلیفۂ ثانی نے سہیل بن عدی کو الجزیرہ، عبداللہ بن غسان کو نصیبین اور ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو ربیعہ و تنوخ کے قبائل کی سرکوبی کے لیے بھیجنے کا حکم بھی دیا۔ انھوں نے عیاض بن غنم کو اس پوری مہم کا انچارج مقرر کیا اور خود مدینہ سے حمص روانہ ہو گئے۔ الجزیرہ (Mesopotamia) کے باشندگان کو ہیت، قرقیسا اور موصل کا انجام یاد تھا، وہ گھبرا کر واپس پلٹ گئے۔ ۳۰ ہزار کا یہ لشکر چھٹا تو صرف ہرقل کی سربراہی میں آنے والی رومی فوج کا سامنا کرنا باقی رہ گیا۔ ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا کہ میدان جنگ میں رومیوں کو پوزیشنیں سنبھالنے کا موقع ہی نہ دیا جائے اور ان پر اچانک حملہ کر دیا جائے۔ مسلمان حمص کے قلعوں سے نکل کر ان پر یک لخت ٹوٹ پڑے تو وہ گھبرا گئے، ان کے پاؤں اکھڑ گئے اور مغلوب ہو گئے۔ قعقاع رضی اللہ عنہ کی کمک تین دن کے بعد پہنچی، جبکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جابیہ یا تبوک کے قریبی مقام سرغ تک آ پائے تھے۔ وہ مدینہ لوٹ گئے، انھوں نے کوفہ سے آنے والی فوج کو مال غنیمت میں سے حصہ دینے کی ہدایت کی۔

ادھر سہیل بن عدی نے رقہ اور رہا کے رہنے والوں کو، عبداللہ بن عتبہ نے اہل نصیبین کو اور ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ نے بنوتغلب کو معاہدات صلح کرنے پر مجبور کر دیا۔ عیاض، سہیل اور عبداللہ کی ایک مشترکہ کارروائی میں حران والوں نے بھی جزیہ دینا قبول کر لیا۔ بنوایاد الجزیرہ سے بھاگ کر ہرقل کے کنٹرول والے علاقے میں چلے گئے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ہرقل کو خط لکھا کہ انھیں فوراً لوٹایا جائے، چنانچہ ان میں سے ۴ ہزار واپس آئے اور اسلامی اقتدار کے تحت رہنا قبول کیا۔ بنوتغلب کے لوگ مسلمان نہ ہونا چاہتے تھے، وہ ادائے جزیہ سے انکار بھی کر رہے تھے۔ ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کا معاملہ طے نہ ہوا تو ان کا ایک وفد مدینہ آیا۔ انھوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ جزیہ یا خراج کا نام لے کر انھیں بدکایا نہ جائے، صدقہ کے نام سے چاہے دگنی وصولی کر لی جائے۔ علی رضی اللہ عنہ نے

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net

رائے دی کہ ان سے حاصل ہونے والے ٹیکس کو صدقہ کا نام دینے میں کوئی حرج نہیں۔ یہ نزاع ختم ہوا تو عمر رضی اللہ عنہ نے ولید رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے فرات بن حیان کو ان کا امیر مقرر کر دیا۔ بعد کے معرکوں میں ان تغلبی عیسائیوں نے اسلامی حکومت کا بہت ساتھ دیا۔

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ قنسرین لوٹے تو ان کے پاس بے شمار مال غنیمت اور جنگی قیدی تھے۔لوگ ان کے پاس عطیات کے لیے آنے لگے، کندہ کے امیر اشعث بن قیس بھی ان میں شامل تھے۔خالد رضی اللہ عنہ نے ان کو ۱۰ ہزار درہم دیے، انھوں نے کسی شاعر کو انعام سے بھی نوازا۔ یہ خبریں امیر المومنین تک پہنچیں، اس سے پہلے انھیں معلوم ہوا تھا کہ خالد رضی اللہ عنہ ارمینیہ کے مقام آمد پر ایک حمام میں گئے اور شراب ملی ہوئی بوٹی جسم پر مل کر نہائے۔ جب عمر رضی اللہ عنہ نے باز پرس کی تو خالد رضی اللہ عنہ کا جواب تھا: یہ ایک صابن ہے جس کی تیاری میں شراب اپنی صفات کھو دیتی ہے۔عمر رضی اللہ عنہ مطمئن نہ ہوئے تھے۔اس بار انھوں نے افواج اسلامی کے امیر ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو حکم بھیجا کہ خالد رضی اللہ عنہ کو بلا کر ان کا عمامہ اتار لیا جائے، ان کی ٹوپی نکال کر کپڑے سے ان کے ہاتھ پشت پر باندھ دیے جائیں اور ۱۰ ہزار درہموں کا حساب لیا جائے۔ پھر قنسرین کی کمان ان سے واپس لے لی جائے، کیونکہ اگر انھوں نے یہ رقم اپنے مال سے عطیہ کی ہے تو اسراف ہوا اور اگر غزوۂ روم سے حاصل ہونے والے اموال سے دی ہے تو خیانت ٹھیری۔ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ یہ حکم سن کر مبہوت ہو گئے، تاہم انھوں نے خالد رضی اللہ عنہ کو مسجد میں طلب کر کے منبر کے سامنے کھڑا کیا، بلال رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے ایلچی نے انھیں باندھا، پھر اس ایلچی نے ۱۰ ہزار کی بابت سوال کیا۔ بار بار کے استفسار پر خالد رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ وہ میرا مال تھا۔ وہ اپنی ہتک پر رنجیدہ تھے۔ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ منبر سے اترے، خالد رضی اللہ عنہ سے معذرت کی اور کہا: یہ سب امتثال امر خلیفہ میں تھا۔انھوں نے معزولی کا حکم کچھ عرصہ چھپائے رکھا۔اسی دوران میں عمر رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ خالد رضی اللہ عنہ کو ان کے عہدے پر بحال کر دیا جائے۔ انھوں نے یہ درخواست نہ مانی، اس کے بجائے عزل کا حکم براہ راست خالد رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا۔ خالد رضی اللہ عنہ نے اہل قنسرین کو الوداعی خطاب کیا اور حمص چلے گئے، وہاں سے مدینہ کی راہ لی۔ جب وہ عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے تو بتایا کہ یہ انعام میں نے اس مال میں سے دیا جو جنگوں میں میرے حصے میں آیا یا غنیمت کے طور پر مجھے ملا، آپ حساب کر لیں اور ۶۰ ہزار درہم سے زائد رقم بیت المال میں جمع کر لیں۔عمر رضی اللہ عنہ نے جب ان کے اثاثوں کی چھان بین کی تو ۸۰ ہزار درہم (یا ۷ ہزار دینار) بنے، فالتو ۲۰ ہزار درہم بیت المال میں جمع کر لیے گئے۔اس کے ساتھ ہی انھوں نے خالد رضی اللہ عنہ کے بری الذمہ ہونے کے خطوط تمام اسلامی سلطنت

میں بھیج دیے۔ خالد رضی اللہ عنہ کے لیے فوج سے دور حالت امن میں زندگی گزارنا بہت مشکل تھا، اسے وہ عورتوں والی زندگی سمجھتے تھے۔ ۴ برس اسی طرح گزر گئے، ان کا آخری وقت آیا تو انھیں میدان جنگ کے بجائے بستر پر مرنے کا بہت قلق تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے ترکے میں ایک گھوڑا، ایک غلام اور کچھ اسلحہ دیکھ کر کہا: ابو سلیمان (خالد بن ولید رضی اللہ عنہ) کے بارے میں ہمارا گمان غلط تھا۔

۱۷ ہجری میں نئی اسلامی سلطنت کو دو بڑی قدرتی آفات کا سامنا کرنا پڑا۔ ۹ ماہ جاری رہنے والا قحط عام، جس نے شمالی و جنوبی تمام عرب کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔ اس عرصے میں بارش کا ایک قطرہ نہ ٹپکا، جبکہ پہلے سے موجود تمام کھیتی سوکھ سڑ کر راکھ ہوگئی، اکثر بھیڑ بکریاں ہلاک ہوئیں اور دودھ دینے والے جانوروں کا دودھ خشک ہو گیا۔ ہوا چلتی تو ہر طرف راکھ اڑنے لگتی، اس سال کا نام 'عام الرمادہ' (راکھ والا سال) اسی لیے پڑا۔ جو جانور بچ گئے، ان کا گوشت سوکھ کر کھانے کے قابل نہ رہا۔ نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ لوگوں نے چوہوں کے بل کھود کر ان کی جمع شدہ خوراک حاصل کی۔ قحط شروع ہوا تو شہر مدینہ کے حالات اچھے تھے، لوگوں نے اپنی زرخیز زمینوں سے حاصل ہونے والا غلہ ذخیرہ کر رکھا تھا۔ صحراؤں کے رہنے والے، البتہ ابتدا ہی سے مصیبتوں کا شکار ہو گئے۔ وہ شکایتیں لے کر امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آنے لگے۔ ان کی مدد کرتے کرتے آخر کار مدینہ کے ذخائر بھی ختم ہو گئے۔ اس زمانۂ قحط میں بھی امیر المومنین کا طرز عمل مثالی اور قابل تقلید تھا۔ ان کے اس عمل اور ان کے اخلاص کی وجہ سے لوگ ان کے ساتھ رہے۔ جیسے انھوں نے مسلمانوں کا خیال رکھا، ویسے ہی مسلمانوں نے اپنے امیر کا پاس کیا۔ ایک بار انھیں گھی سے چپڑی ہوئی روٹی دی گئی، انھوں نے ایک بدو کو ساتھ شریک کیا۔ بدو لقمے کے ساتھ چکنائی بھی کھینچ کر اپنی طرف کر لیتا۔ عمر رضی اللہ عنہ کے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ جب سے قحط ہوا ہے، میں نے گھی اور زیتون خود کھایا ہے نہ کسی کو کھاتے دیکھا ہے۔ انھوں نے قسم کھائی کہ جب تک قحط لوگوں سے ختم نہیں ہوتا، گوشت کھاؤں گا نہ گھی چکھوں گا۔ ان کا غلام بازار سے ۴۰ درہم کا گھی اور دودھ لے آیا تو انھوں نے فوری طور پر صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ پھر کہا: مجھے رعایا کا خیال کیسے ہوسکتا ہے جب تک ان کو آنے والی تکلیف مجھے بھی لاحق نہ ہو۔ ان کا رنگ سرخی مائل سفید تھا، لیکن عام الرمادہ میں یہ سیاہ پڑ گیا۔ لوگ کہنے لگے: اگر قحط ختم نہ ہوا تو عمر رضی اللہ عنہ ہی چل بسیں گے۔

امیر المومنین نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو فلسطین سے، معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہما اور ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو شام سے اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو عراق سے مدینہ غلہ بھیجنے کی ہدایت کی۔ سب سے پہلے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے غلہ سے لدے ہوئے ۴ ہزار اونٹ بھیجے، جو عمر رضی اللہ عنہ نے خود مدینہ کے مضافات میں تقسیم کیے۔

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net

انھوں نے ان کے بدلے میں ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو۴ ہزار درہم بھی ادا کیے۔ پھر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے ۲۰ بحری جہاز اور ایک ہزار اونٹ بھیجے جن پر آٹا اور گھی لدا ہوا تھا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے ۳ ہزار اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار اونٹ آٹا بھیجا۔ کپڑوں کے ۵ ہزار جوڑے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اور ۳ ہزار عبائیں ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے بھیجیں۔ سارے غلے کی تقسیم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی نگرانی میں کرائی۔ وہ دارالخلافہ میں ثرید بنواتے، اونٹوں کا گوشت پکواتے اور خود لوگوں کے ساتھ مل کر کھاتے۔ ایک بار ان کے ساتھ دستر خوان پر کھانے والوں کا شمار کیا گیا تو ۷ ہزار آدمی ہوئے، اسی روز جن عورتوں، بچوں اور بیماروں کو گھروں میں کھانا مہیا کیا گیا، ان کی تعداد ۴۰ ہزار تھی۔ رفتہ رفتہ یہ تعداد بڑھ کر علی الترتیب ۱۰ ہزار اور ۵۰ ہزار ہو گئی۔ آٹا اور گھی لوگوں کے گھروں میں بھی فراہم کیا جاتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ان اقدامات کے باوجود زمانۂ قحط میں کئی امراض پھیل گئے۔ کئی چل بسے اور بہت بیمار پڑ گئے۔ مریضوں کا علاج معالجہ اور مردوں کی تجہیز و تکفین عمر رضی اللہ عنہ خود کراتے۔ مادی وسائل کو بروے کار لانے کے ساتھ وہ شب بھر دعا و آہ و زاری میں مشغول رہتے، اللہ کے حضور گڑگڑاتے کہ امت میرے ہاتھوں ہلاک نہ ہو جائے۔ پھر انھوں نے نماز استسقا پڑھائی، رو رو کر بارش کی دعا مانگی۔ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ان کے داہنے ہاتھ کھڑے تھے، عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا واسطہ بھی دیا۔ اللہ نے ان کی دعا قبول کی، خوب مینہ برسا اور کھیتیاں ہری بھری ہو گئیں۔ اب عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں جمع ہو جانے والے بدوؤں کو شہر چھوڑنے کی ہدایت کی۔ ان کا خیال تھا کہ وہ شہری زندگی کے خوگر ہو گئے تو اپنے دیہاتوں میں واپس جا نہ پائیں گے۔ تمام عرصۂ قحط میں خلیفۂ ثانی کی ہدایت رہی کہ کسی علاقے پر حملہ نہ کیا جائے، البتہ اپنے دفاع کی پوری تیاری رکھی جائے۔ اس سال انھوں نے زکوٰۃ بھی اکٹھی نہ کی۔ قحط ختم ہوا تو انھوں نے اپنے عاملین کو ۲ برس کی زکوٰۃ لینے کا حکم دیا۔ ایک عام الرمادہ کی اور دوسری اگلے برس کی۔ انھوں نے ہدایت کی کہ ایک حصہ فوری طور پر ضرورت مندوں میں بانٹ دیا جائے اور دوسرا بیت المال میں جمع کرایا جائے۔

عہد فاروقی میں آنے والی دوسری بڑی آفت بیت المقدس اور رملہ کے بیچ واقع عمواس نامی بستی میں پھوٹنے والی طاعون کی وبا تھی، جسے اسی نسبت سے ''طاعون عمواس'' کہا جاتا ہے۔ ۱۷ ہجری کے اواخر یا ۱۸ ہجری کی ابتدا میں یہ وبائی مرض عمواس سے شروع ہو کر شام و عراق کے پورے درمیانی علاقے میں پھیل گیا اور ایک ماہ جاری رہا۔ ایک دفعہ اس وبا کی شدت کم ہو گئی، لیکن اس نے پھر عود کیا۔ مجموعی طور پر اس نے ۲۵ ہزار مسلمان مردوں، عورتوں، شہریوں اور فوجیوں کی جانیں لیں۔ معرکۂ الجزیرہ کے سلسلے میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے سرغ یا جابیہ تک پہنچ کر مدینہ واپس لوٹنے کی وجہ یہی وبا تھی۔ انھوں نے طاعون کی خبر سن کر مہاجرین و انصار سے مشاورت کی تو کچھ نے کہا کہ آپ جس کام سے آئے ہیں،

اسے پورا کیے بغیر نہ لوٹیں۔ دوسروں نے مشورہ دیا کہ کبار اصحاب رسول کو وبا کے خطرے میں ڈالنا مناسب نہیں۔ جب انھوں نے واپسی کا فیصلہ کر لیا تو ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا اللہ کی تقدیر سے بھاگ رہے ہیں؟ عمر رضی اللہ عنہ کا جواب تھا: ہاں، ہم اللہ کی ایک تقدیر سے اس کی دوسری تقدیر کی طرف فرار ہو رہے ہیں۔

گر ز یک تقدیر خوں گردد جگر

خواہ از حق حکم تقدیر دگر

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے یہ فرمان نبوی سنا کر عمر رضی اللہ عنہ کے موقف کی تائید کی: 'اذا سمعتم بارض قوم فلا تقدموا علیه، فاذا وقع بارض انتم فیها فلا تخرجوا منها فراراً منه'' ''جب تم کسی قوم کی سرزمین میں طاعون پھیلنے کی خبر سنو تو وہاں نہ جاؤ اور جب یہ اس جگہ پھوٹے جہاں تم موجود ہو تو اس سے فرار کی خاطر وہاں سے نہ نکلو۔'' (بخاری، رقم ۵۷۳۰) خلیفۂ ثانی ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے بہت محبت کرتے تھے حتیٰ کہ اپنے بعد انھی کو خلیفہ مقرر کرنا چاہتے تھے، اس لیے انھیں ملاقات کے بہانے مدینہ بلایا۔ وہ بھی سمجھ گئے کہ عمر رضی اللہ عنہ مجھے شام سے نکالنا چاہتے ہیں۔ انھوں نے لکھ بھیجا: مجھے آپ کے ضروری کام کا پتا چل گیا ہے، میں اپنی فوج چھوڑ کر نہیں آ سکتا تا آنکہ اللہ ہماری تقدیر کا فیصلہ کر دے۔ اب عمر رضی اللہ عنہ نے فوج کو ترائی سے نکال کر بلند مقام پر لانے کی نصیحت کی، لیکن تب تک وہ طاعون میں مبتلا ہو چکے تھے، انھوں نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے کہا کہ فوج کو لے کر جابیہ کی طرف کوچ کریں۔ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے آئے، کچھ افاقہ ہوا تو انھوں نے فوج سے خطاب کرتے ہوئے کہا: یہ بیماری تم پر اللہ کی رحمت نازل کرنے کا باعث بنے گی۔ ان کے انتقال کے بعد معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو ان کا جانشین بنایا گیا، معاذ رضی اللہ عنہ اور ان کا بیٹا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بھی طاعون سے فوت ہو گئے تو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کمانڈر بنے۔ وہ عمر رضی اللہ عنہ کی ہدایت پر فوج کو پہاڑوں پر لے گئے تو طاعون کا زور ٹوٹ گیا۔ اس مرض کا شکار ہونے والوں میں یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما، سہیل بن عمرو، حارث بن ہشام اور عتبہ بن سہیل بھی شامل تھے۔ حارث بن ہشام کے ساتھ شام جانے والے ان کے ۷۰ اہل خانہ میں صرف ۴ بچ پائے۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ۴۰ بیٹوں نے اس وبا میں جان دی۔ رومی لشکر اس وبا کے دوران میں مسلمانوں پر حملہ کرتا تو اس کا مقابلہ مشکل ہوتا، لیکن ہرقل خود طاعون سے خوف زدہ تھا، اس نے حملے کی جرأت نہ کی۔ پھر جب یہ وبا شام سے عراق منتقل ہوئی اور وہاں بھی بہت تباہی مچائی تو یزدگرد نے بھی عراق واپس لینے کی کوئی جستجو نہ کی۔

وبا ختم ہونے کے بعد عمر رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا قائم مقام مقرر کر کے شام پہنچے اور وہ تمام شامی

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net

علاقہ دیکھا جہاں طاعون نے قیمتی جانیں لے لی تھیں۔ انھوں نے حمص، دمشق اور شام کی سرحدوں کے انتظامی معاملات نمٹائے۔ پھر وبا میں وفات پانے والوں کے مسائل میراث سلجھائے، کیونکہ ان کی وجہ سے کئی پیچیدگیاں پیدا ہو رہی تھیں۔ پہلے وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو دمشق کا اور شرحبیل بن حسنہ کو اردن کا گورنر مقرر کر چکے تھے، اب شرحبیل کو ہٹا کر تمام صوبہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے ماتحت کر دیا، اس لیے کہ ان کے خیال میں وہ زیادہ سیاسی بصیرت رکھتے تھے۔ ان کے اس اقدام نے تاریخ اسلامی پر گہرا اثر ڈالا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طویل گورنری میں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں بھی جاری رہی، بنو امیہ کا رسوخ بڑھ گیا۔ بالآخر مکمل اقتدار انھی کے پاس آ گیا اور اسلامی دار الخلافہ مدینہ سے دمشق منتقل ہو گیا۔ دورہ مکمل ہونے کے بعد خلیفۂ ثانی جابیہ پہنچے، بلال رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ تھے۔ نماز کا وقت ہوا تو لوگوں نے اصرار کیا کہ بلال رضی اللہ عنہ اذان دیں۔ کئی سالوں کے بعد بلال رضی اللہ عنہ کی آواز بلند ہوئی تو عمر رضی اللہ عنہ ہچکیاں لے کر رونے لگے، خود بلال رضی اللہ عنہ کی ڈاڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ بیت المقدس کے قریب شام کی سرزمین میں یہ بلال رضی اللہ عنہ کی پہلی اور آخری اذان تھی۔ یہ جزیرۂ عرب سے باہر عمر رضی اللہ عنہ کا آخری دورہ تھا۔ مدینہ میں کچھ دیر قیام کرنے کے بعد وہ حج کے لیے روانہ ہوئے۔

طاعون عمواس پھوٹنے کا صحیح سبب معلوم نہیں، متاخرین اہل تاریخ کا خیال ہے کہ عراق و شام کی جنگوں میں بے شمار لوگ مارے گئے، جن کی میتوں کو صحیح طرح دفنایا نہ جا سکا۔ ان انسانی اجسام کے گلنے سڑنے سے جراثیم کی بھرمار ہوئی تو طاعون کا جرثومہ (pasturella pestis) لوگوں پر حاوی ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ مورخین متقدمین کہتے ہیں کہ شام میں مقیم کچھ مسلمان شراب پینے لگے تھے۔ قائد جیش اسلامی ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ان کو منع کرتے تو وہ اس کی حلت کی تاویلیں کرتے۔ انھوں نے امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو مطلع کیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں موجود اصحاب رائے کو اکٹھا کر کے فیصلہ لیا۔ قرآن کے الفاظ 'فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ'، ''تو کیا تم شراب نوشی سے باز آؤ گے؟'' (سورۂ مائدہ ۵: ۹۱) کے پیش نظر سب نے شراب کے حرام ہونے پر اجماع کیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے حکم بھیج دیا کہ جو شراب کو حلال سمجھتا ہے، اسے قتل کر دیا جائے اور جو حرام سمجھ کر پیتا ہے، اسے ۸۰ درے مارے جائیں اور فاسق ٹھہرایا جائے۔ یہ حد خلیفۂ اول ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نافذ نہ کی تھی، لیکن اس فاروقی اجماع کے بعد اسے بھی حدود اللہ میں شمار کیا جانے لگا۔ ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اس فیصلے پر عمل کرنے کے ساتھ یہ بددعا بھی کی: اے اہل شام، تمھاری تنبیہ کے لیے کوئی بڑا حادثہ ہونا چاہیے، تب طاعون پھوٹا۔ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بہت رقیق القلب تھے، باور نہیں کیا جا سکتا کہ انھوں نے ایسی بددعا کی ہو پھر چند مسلمانوں کی شراب نوشی کی سزا پورے اسلامی معاشرے کو دینا بھی قرین انصاف نہیں تھا۔

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net

مطالعۂ مزید: تاریخ الامم والملوک (طبری)، البدایہ والنہایہ (ابن کثیر)، الفاروق عمر (محمد حسین ہیکل)، تاریخ اسلام (اکبر شاہ خاں نجیب آبادی)۔

[باقی]

---

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net